UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کا بڑھتا ہوا رجحان اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس کا سدباب

The Ever Increasing Trend of Environmental Pollution in Pākistān and its Eradicaiton in the Light of Islāmic Teachings

Dr. Ḥashmat Alī Ṣāfī
Post Doctoral Fellow, IRI, Allāmā Iqbāl Open Univesity, Islāmabād
Email: hashmatalisafi@gmail.com

Mufti Ḥussain Aḥmad
Research Scholar, Qurṭabā University, Peshāwar, Pākistān
Email: dr.husmuhammad@gmail.com
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

Abstract:

The human being has been honored with vice regency on the planet earth by the creator. Such a prestigious position demands for exhibition of moral high grounds by performing a set of important roles, responsibilities and keeping up with the trust. This includes protecting and preserving the natural environment and resources for the greater benefit of the whole human race. The Arabic equivalent for the word Environment is مـاحول *which encompasses everything that exists in the surrounding hence environment does not merely consisted the physical resources around us but also includes moral, cultural, political and socio-economic circumstances that matter and are no less important with regard to overall environmental situation, because the environment in physical terms is seriously affected if the latter get corrupted. This article moves on discussing the Islāmic stance on the environment, its protection and preservation. It classifies the causes of environmental degradation into two major areas i.e natural causes and man-made causes. The article stresses upon the moral values that can have lasting effects on our environment. It also suggests reformation of moral values by creating awareness about the consequences/ impacts of moral, social evils on the society and the environment at large. There is a great demand for promotion of universally accepted moral values and practices. The article discusses in detail the physical environment and its four basic elements by highlighting the teachings of the Islam. The paper concludes with the list of suggestions about the environmental protection and motivates its readers to fulfil their individual and social responsibilities.*

Keywords: *Pākistān, Climate, Pollutation, Islām, Qur'ān*

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

تمہید:

اللہ کا اس کائنات کو پیدا فرمانا اور اسے ایک توازن پر قائم رکھنا حکمت سے خالی نہیں ہے۔ اسی توازن کو فطرت خداوندی کہتے ہیں۔ پھر اس کائنات میں انسان کو ایک کلیدی حیثیت سے نوازا۔ اور اس کو فطرت کا خلیفہ بنا کر اس قدرتی ماحول کا امین بنادیا۔ لیکن انسان نے ان دونوں الفاظ کی حیثیت کو درست طریقے سے نہیں سمجھا اور وہ قدرت میں بے جا مداخلت کی وجہ سے اس کا توازن بگاڑنے کا سبب بنا۔ ایک طرف روحانی واخلاقی پستی کی وجہ سے خلافت میں کوتاہی کرنے لگا تو دوسری طرف اس دنیا کے طبعی ماحول سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی وجہ سے امانت میں خیانت کا مرتکب ہوا۔ انسان نے مادی ترقی کے نام پر عصر حاضر اور ماضی قریب میں فطرت کے ساتھ جو رویہ روا رکھا ہے، اس کی وجہ سے اس کو ماحولیاتی آلودگی کا سامنا ہے۔ غیر فطری اعمال کی وجہ سے انسان اپنے ہاتھوں تباہی کے دہانے کھڑا ہے۔ اس تباہی کے اسباب کیا ہیں اور اس کی اصلاح کیسے ممکن ہو؟ اس کا حل خدائے وحدہ کے عطا کردہ دین میں اکمل طریقے سے موجود ہے جس نے انسانیت کی بقا اور اس کی فطری ضروریات کے لیے جو مقاصد ترتیب دی ہیں، ان میں انسانی زندگی کی حفاظت سب سے اولین مقصد ہے اور اسی مقصد کے حصول کے لیے جو احکامات اس نے مرتب فرمائے ہیں۔ اگر ان کو اپنایا جائے تو انسانیت کے لیے سودمند ثابت ہوگا اور پوری انسانیت کا سوچ کر خودغرضی سے چھٹکارہ مل سکتا ہے جس کی وجہ سے ایک انسان معاشرے کی بقا کا سوچ سکتا ہے۔

ماحول کا تعارف

ماحول اصل میں عربی زبان کے دو الفاظ "ما" اور "حول" سے ملکر بنا ہے "ما" کا لفظی معنی ہے "جو کچھ" اور "حول" کا لفظی معنی ہے "اردگرد" یعنی وہ کچھ جو کسی انسان کے اردگرد ہوتا ہے اس کو ماحول کہتے ہیں۔ عربی میں اس کے لیے "بیئۃ"[1] اور انگلش میں اس کے لیے (Environment) کا لفظ استعمال ہوتا ہے [2]۔ اصطلاحی اعتبار سے ماحول ان تمام اشیاء سے عبارت ہے جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے یہ صرف ہوا، پانی اور مٹی کا نام نہیں بلکہ اس میں اخلاقی، ثقافتی، معاشرتی، تعلیمی، سیاسی اور معاشی امور داخل ہیں یعنی انسان کو اپنے گردوپیش میں جن اشیاء سے واسطہ پڑتا ہے ان تمام اشیاء کو ملا کر ماحول بن جاتا ہے۔

فطرت انسانی اور ماحول کا اسلامی تصور:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس حسین و جمیل کائنات کو ایک خاص ترتیب و توازن سے بنایا ہے، فرمان خداوندی ہے "**إنا كل شيئ خلقنه بقدر**"[3] ہم نے ہر چیز کو ایک انداز سے پیدا فرمایا ہے، اس کے بعد اس زمین کو انسان کا گھر بنایا اور اس میں جو کچھ ہے وہ انسانی کے لیے بنایا فرمایا: "**هو الذى خلق لكم ما فى الأرض جميعاً**"[4] وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہارا لیے زمین کی تمام اشیاء کو پیدا فرمایا۔ اس زمین کو قدرت کا ایک شاہکار بنادیا اور ہر طرف حسین مناظر اور جنت نظیر وادیوں سے اس زمین کے حسن کو دوبالا فرمایا، یہاں ایک معتدل پیمانے سے بارشوں کا نزول

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

کرتا ہے۔ انسان کی نظروں کو خیرہ کرنے والے نظارے، اونچے اونچے پہاڑ، دلکش نظارے اور عجائبات اس دنیا میں اللہ نے ودیعت رکھ دی ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی کا مفہوم ہے:

"زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر پہاڑ پیدا فرمائے اور ہم نے ہر چیز ایک متعین مقدار سے اگادی اور اس میں ہم نے تمھارے لیے زندگی گزارنے کے اسباب پیدا فرمائے اور ان کو بھی پیدا کیا، جن کو تم روزی نہیں دیتے ہو اور تمام چیزوں کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم ہر چیز کو ایک متعین مقدار میں اتارتے ہیں"۔[5]

زمین کے اس قدرتی ماحول کو مزید نکھارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس زمین میں خلیفہ کی حیثیت سے اتارا۔ اور زمین پر لانے سے پہلے اس کو جنت میں بسایا تاکہ وہ جنت سے مانوس ہو اور پھر جب وہ اس دنیا میں آئے تو اس کا دلی خواہش ہو کہ وہ اس زمین کے ماحول کو جنت جیسا بنادے کیوں کہ یہ ایک مشاہدہ ہے کہ جب انسان کسی اچھی اور بہترین جگہ پر سکونت اختیار کرے اور پھر اس کو نسبتاً نامناسب جگہ سکونت کے لیے ملے تو وہ اس نامناسب جگہ کو اس بہترین جگہ کے مشابہہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لہٰذا پہلے انسان کو جنت میں اسی لیے بسایا کہ وہ جنت کے ماحول میں رہ کر بغض، حسد، کینہ، خود غرضی جیسی بیماریوں سے پاک زندگی بسر کرے اور جنت کے طبعی ماحول سے مانوس ہو اور جب وہ اس زمین پر نائب اور خلیفہ کی حیثیت سے قدم رکھے تو وہ اس زمین کو جنت نظیر بنانے کی کوشش کرے اور اس دنیا کے حسن کو چار چاند لگائے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو حکم بھی دیا کہ زمین میں اصلاح کے بعد فساد برپا نہ کرو تاہم انسان نے جب زمین پر قدم رکھا اور کچھ عرصہ یہاں رہا تو وہ قدرتی مظاہر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگا اور کائنات کے حسن کو بگاڑنے میں مصروف ہوگیا۔ ایک طرف اخلاقی ماحول کو بگاڑا تو دوسری طرف اس زمین کے طبعی ماحول کے ساتھ کھیلنے لگا جس کی وجہ سے آج کل انسانیت تباہی کے دہانے پہنچ چکی ہے۔

پاکستان میں ماحولیاتی آلودگی کے اسباب

ماحول کو آلودہ کرنے کے مختلف اسباب ہوسکتے ہیں، ان میں سے کچھ تو قدرتی اسباب ہوتے ہیں اور کچھ بشری اسباب ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے ماحول میں بگاڑ پیدا ہو سکتا ہے۔ قدرتی وہ اسباب ہیں، جو قدرتی طور پر اللہ کی حکمت بالغہ کے سبب اس دنیا میں موجود ہوتے ہیں اور ان کے ذریعے انسانی ماحول کو ظاہری طور پر کچھ مشکلات درپیش ہوتی ہیں اور اکتسابی وہ اسباب ہیں جو کہ انسانوں کے اعمال کی وجہ سے بنتے ہیں اور ان کی وجہ سے ماحول کو آلودگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان قدرتی اور اکتسابی دونوں قسم کے اسباب کا سدباب ضروری ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے ان کا تعارف ضروری ہے۔

قدرتی اسباب:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

ماحول کے بگاڑ کے کچھ اسباب تو ایسے ہیں جو قدرتی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی حکمت کے ذریعے کچھ ایسے اسباب پیدا فرماتے ہیں جو کہ انسان کے لیے فکر انگریز ہوتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کی کیا حکمت ہے یہ ایک الگ بحث ہے تاہم اس میں انسان کے لیے لمحہ فکریہ ضرور ہے تاکہ اس کے سدباب یا کم از کم اس میں کمی کے بارے میں انسان سوچے۔ زمین کی درجہ حرارت کے بڑھنے کی وجہ سے سطح سمندر میں ہر سال اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے بھی خشکی کا حصہ ہر سال گھٹتا جارہا ہے۔ آلودگی کے قدرتی اسباب میں سے وہ ریتیلی طوفان اور خطرناک ہوائیں بھی ہیں جو کہ اپنے ساتھ مٹی اڑا کر انسانوں کے لیے مشکلات کا باعث بنتے ہیں اور ہوا کو آلودہ کرتے ہیں، اس کے ساتھ صوتی آلودگی میں بھی کچھ ایسی قدرتی آوازیں شامل ہیں جو کہ انسان ناپسند کرتا ہے، چنانچہ قدرت کے کارخانے میں کچھ ایسی صوتیات ہیں جو کہ انسان کے لیے ناپسندیدہ ہیں۔ جن کو ہم صوتی آلودگی سے بھی تعبیر کر سکتے ہیں۔

ان قدرتی اسباب کے حل کا تدارک کرنا اور ان کو حتی الوسع کم کر کے انسانی ماحول کو ہم بہتر بنا سکتے ہیں۔

اکتسابی اسباب:

ماحولیاتی آلودگی کے زیادہ تر اسباب ایسے ہیں جن کی بنیادی وجہ انسان ہوتے ہیں اور انسان ہی کے فعل سے اکثر قدرتی ماحول میں فساد آتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ عملی اسباب غالب ہوتے ہیں، اس لیے قرآن میں اسی کو فساد کی اصل وجہ شمار کیا گیا ہے۔

آج کل سائنسی ایجادات اور مشینریوں نے انسانی زندگی کو اجیرن بنا رکھا ہے۔ جن کی وجہ سے آبی، ہوائی اور صوتی آلودگی اپنے انتہاء پر پہنچ گئی ہے۔ جنگلات کے بے دریغ کٹاؤ ان کا بطور ایندھن استعمال بھی ماحولیاتی آلودگی کے اسباب میں شامل ہیں۔ بڑے شہروں میں ہر طرف دھویں، شور اور گندے پانی کی وجہ سے نئی بیماریاں پیدا ہوئی ہیں چونکہ دیہاتی علاقوں میں یہ اشیاء نہیں ہوتی اور وہاں خالص ہوا، پانی اور پر سکون ماحول ملتا ہے، اس لیے وہاں انسانی صحت پر منفی اثرات بہت کم پڑتے ہیں۔

اس سے بدیہی طور پر یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آج کل انسانی صحت کے لیے جتنا خطرہ ہے اس میں زیادہ تر خود انسان کا ہاتھ ہے اور اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو عنقریب ایک ایسا وقت آئے گا کہ کسی انسان کو بڑے شہروں میں سانس لینا مشکل ہو جائے گا۔

متوازن ماحول کے لیے اسلامی اصول اور تعلیمات

انسانی ماحول کی اصلاح کا سب سے اہم پہلو اخلاقی پہلو ہے کیونکہ اگر کوئی انسان اخلاقی پستی کا شکار ہو تو ماحول میں کبھی توازن پیدا نہیں کر سکتا۔ اسلام جس طرح اخلاقی اور روحانی طور پر انسانوں کی راہنمائی کرتا ہے اسی طرح طبعی اور مادیاتی اعتبار سے بھی اسلام نے انسان کی راہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ ہوا پانی، مٹی اور حیاتیات کی

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

حفاظت کے لیے اسلام نے جو تعلیمات ہمیں دیں ہیں ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

آبی آلودگی سے ماحول کو متوازن بنانے کے لیے اسلامی تعلیمات

قرآن کریم میں تقریباً تریسٹھ(63) مرتبہ پانی کا ذکر آیا ہے اور پانی کے لیے **الطہور، المبارک ، الغدق، الفرات ،الثجاج** جیسی صفات بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ احادیث میں بے شمار مرتبہ پانی کی اہمیت کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:"**وینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم**"[6] یعنی اور وہ آسمان سے تمھارے لیے پانی برساتا ہے تاکہ تمھیں پاک کرے اور فرمایا۔**وأنزلنا من السماء ماءً طھوراً**" [7] مطلب ہم نے آسمان سے پاکیزہ پانی نازل فرمایا۔ نبی کریمؐ نے بھی پانی کو انسانی زندگی کے لیے اہم قرار دیتے ہوئے اس کو تمام انسانوں کے لیے مباح قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا:"**المسلمون شرکاء فی ثلاث :الماء والکلاء والنار**"[8] یعنی پانی گھاس اور آگ میں تمام مسلمان شریک ہیں۔ چنانچہ پانی کو روکنے اور دوسروں کو اس سے محروم رکھنے کے بارے میں سخت وعید نازل فرمائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

> "**ثلاثة لا یکلمھم اللہ ولا ینظر إلیھم ولا یزکیھم ولھم عذاب ألیم، رجل علی فضل ماء بطریق یمنع منه ابن السبیل، ورجل بایع رجلا لا یبایعه الا للدنیا، فان أعطاه ما یرید و فیٰ له والا لم یف له ورجل ساوم رجلا بسلعة بعد العصر، فحلف باللہ لقد أعطیٰ بھا کذا وکذا، فأخذھا**"۔[9]
>
> (ترجمہ): تین لوگوں سے اللہ تعالیٰ نہ بات کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لیے سخت دردناک عذاب مقرر ہے: ایک وہ شخص جس کے پاس گزرگاہ پر زیادہ پانی ہو اور وہ مسافر سے پانی روکتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو صرف دنیاوی غرض کے لیے بیعت کرے، اگر دنیاوی فائدہ ملے تو وہ اس کا وفادار رہے ورنہ نہیں اور تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد کسی سامان کا بھاؤ تاؤ کرے اور جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ یہ سامان اس کو اتنے میں ملا ہے اور خریدنے والا شخص اس کی قسم پر اعتماد کرکے اسے اس قیمت پر خرید لے۔

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ پانی روکنا کتنا عظیم گناہ ہے۔ ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اس شخص کو قیامت کے دن اللہ فرمائے گا"**الیوم أمنعک فضلی کما منعت فضل ما لم تعمل یداک** "[10] یعنی جس طرح تو نے اس زائد پانی کو روکا تھا حالانکہ اس میں تیرے ہاتھوں کا کوئی عمل دخل نہیں تھا تو آج میں تم سے اپنے فضل کو روکتا ہوں۔ پانی کو آلودہ کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

"اتقوا الملا عن الثلاثة ، البراز فی المواد وقارعة الطریق والظل"[11]

(ترجمہ): تین لعنت والے کاموں یعنی عام گزر گاہوں، پانی اور سایہ دار جگہوں میں پاخانہ کرنے سے بچو!۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"**لایبولن أحدکم فی الماء الدائم**"[12] یعنی تم میں سے کوئی کھڑے پانی میں پیشاب نہ کرے۔

ان احادیث میں پانی کو آلودگی سے بچانے کے متعلق صراحتاً الفاظ مذکور ہے۔ یہاں بول براز سے منع فرمایا گیا ہے۔ تاہم اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جو پانی کو آلودہ کرتی ہے۔ اس سے مراد کارخانوں سے نکلنے والے زہریلے مادے بھی ہوسکتے ہیں۔ لہٰذا ان سب اشیاء کو پانی میں بہانے سے روکا جائے کیونکہ ایک طرف یہ آبی حیات کے لیے خطرہ ہے تو دوسری طرف یہ انسانی حیات کے لیے بھی خطرناک ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو شک کی بنا پر گندہ ہاتھ بھی پانی میں ڈالنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا:

"اذا استیفظ أحدکم من نومه فلا یغمسن یده فی الانا‌ء حتی یغسلها ثلاثا فانه لا یدری أین باتت یده۔[13]

(ترجمہ): جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو جائے تو پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ اسے تین مرتبہ دھولے، کیوں کہ اسے معلوم نہیں کہ اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے؟

اس حدیث میں پانی صاف رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

"تم میں سے اگر کوئی ناپاک ہو تو ٹھہرے پانی میں غسل نہ کرے، کسی نے پوچھا کہ پھر غسل کیسے کرے گا تو ابوہریرہؓ نے فرمایا: اس میں سے پانی اٹھا کر غسل کرے"۔[14]

یہاں تک کہ اسلام نے پانی پیتے وقت برتن میں سانس لینے سے بھی منع فرمایا ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے سے منع فرمایا ہے اس پر ایک شخص نے کہا یارسول اللہ میں ایک سانس سے آسودہ نہیں ہوتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر برتن اپنے منہ سے ہٹایا کرو"۔[15]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

یہ بات طبی اعتبار سے بھی ناپسندیدہ ہے اور آداب مجلس کے بھی خلاف ہے کیوں کہ برتن میں سانس لینے کی وجہ سے پانی میں تھوک اور لعاب منتقل ہو سکتے ہیں۔ علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں:

"ممکن ہے کہ اس کے منہ سے کوئی چیز نکل کر اس میں شامل ہو جائے جس سے دوسروں کو گھن محسوس ہو۔ اس لیے ایسا کرنا گویا دوسروں کے لیے پانی خراب کرنا ہے کیوں کہ دوسرے کی طبیعت اسے پینا گوارا نہیں کرے گا"۔[16]

جدید تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بعض بیماریوں کے جراثیم سانس اور پانی کے ذریعہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ جو دین پانی کی حفاظت اور اس کو آلودگی سے بچانے کے لیے اس باریک بینی سے احکامات صادر فرماتا ہے وہ بڑے سطح پر پانی کی حفاظت کے لیے کیسے اقدامات کرے گا۔ دوسروں کے لیے تو دور کی بات خود اپنے لیے پانی استعمال کرنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس احتیاط کا مظاہرہ فرمایا وہ قابل تقلید ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کے منہ سے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔[17] اس میں یہ خطرہ ہو سکتا ہے کہ مشکیزے کا پانی آلودہ ہو وہ انسان کے حلق میں نہ پہنچے، جس سے انسان کو تکلیف ہو۔

ہوائی آلودگی سے ماحول کو متوازن کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات

انسانی زندگی کی سب سے اہم ضرورت اور انسان کے لیے سانس لینے کا ذریعہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو ذریعہ بشارت قرار دیا چنانچہ حدیث مبارک ہے:

"لاتسبو الريح، فانها من روح الله تبارك وتعالىٰ، وسلوا الله خيرها و خير ما فيها وخير ما أرسلت به، وتعوذوا بالله من شرها وشرما فيها وشرما أرسلت به"[18]

(ترجمہ): ہوا کو برا بھلا مت کہو، کیوں کہ یہ اللہ کی رحمت ہے اور اللہ سے اس کی بھلائی اور جس کے لیے بھیجی گئی ہے اس کی بھلائی کے طلب گار بنو اور اللہ سے اس کے شر اور جس کے لیے وہ بھیجی گئی ہے اس کے شر سے پناہ مانگو۔

ہوا کا خیر یہی ہے کہ وہ انسان کے لیے مفید ہو اور اس کا شر یہی ہے کہ وہ انسان کے لیے مضر ہو۔ یہ ضرور کبھی تو ظاہری نقصان کی صورت میں ہوتا ہے جیسا کوئی طوفانی ہوا چلے اور نقصان کا باعث بنے یا وہ داخلی اعتبار سے نقصان دہ ہو کر انسان کے نظام تنفس کو بری طرح متاثر کر دے۔

شجر کاری اور اسلامی تعلیمات:

انسان، حیوانات اور اشجار کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے، حیاتی اعتبار سے یہ ایک تکون کی مانند ہیں اس تکون کے تینوں زاویے بہت اہمیت رکھتے ہیں اگر ان میں سے ایک زاویہ بھی نہ رہا تو اس تکون کا رہنا محال ہو جائے گا

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

۔اس تکون کے ایک زاویے کانام نباتات ہے۔ نباتات اور اشجار کا انسانی زندگی پر بہت مثبت اثر پڑتا ہے انسان ان سے آکسیجن حاصل کرتا ہے، شجر کاری کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات موجودہ ہیں جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

" لا يغرس مسلم غرسا ولا يزرع زرعا فيأكل منه انسان ولادابة ولا شيئ الا كانت صدقة".[26]

(ترجمہ): جو مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے اور پھر اس میں سے کوئی انسان، جانور یا کوئی اور مخلوق کچھ کھاتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ "اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی انسان کے ہاتھ میں کوئی پودا ہو تو اگر قیامت قائم ہونے سے پہلے وہ پودا لگا سکتا ہے تو اسے لگادے "[27]

ایک دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا: ''من قطع سدرۃ صوب اللہ راسہ فی النار''[28] یعنی جس نے بیری کا درخت کاٹا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں جھونک دے گا۔

پاکستان میں درختوں اور جنگلات کو مختلف مقاصد کے لیے ماورائے قانون کاٹا جاتا ہے۔ زیادہ تر ایندھن اور تعمیراتی کاموں کے لیے کاٹا جاتا ہے۔ چونکہ ایندھن کے لیے مطلوبہ مقدار میں گیس پہنچانا حکومت کا کام ہے اور حکومت اس منصوبہ میں بُری طرح ناکام ہے۔ اس وجہ سے عوام مجبوراً جنگلات کو کاٹ کر ایندھن کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ اگر شمالی علاقہ جات تک گیس کی ترسیل بروقت ہو جائے تو ممکن ہے یہ روایت ختم ہو جائے اور جنگلات کی کٹائی کا سدباب کیا جائے۔

ماحول کو متوازن کرنے کے لیے اسلامی تعلیمات:

انسان کو اللہ نے زمین اور مٹی سے پیدا فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ **"هو أنشاء كم من الأرض واستعمركم فيها".**[29] یعنی وہی ذات ہے جس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور زمین کو بسانے اور آباد کرنے کی صلاحیت عطا کی۔ اور زمین کی تقدس اور اصلاح کی خاطر فرمایا: **ولا تفسدوا في الأرض بعد إصلاحها".**[30] یعنی اور روئے زمین پر اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔

درج بالا دونوں آیات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا بالکل آسان ہے کہ زمین کی اصلاح و تعمیر کی کوشش کرنا امر خداوندی ہے اور اس میں فساد کرنا غضب خداوندی کی طرف دعوت ہے۔ کیونکہ اللہ نے انسان کو زمین کی تعمیر کی جو صلاحیت دی ہے انسان اس سے فائدہ اٹھائے۔ زمین کی اصلاح و تعمیر سے مراد درخت، نہریں اور بہترین پر فضا عمارات ہیں چنانچہ علامہ زمحشری فرماتے ہیں ''ایرانی حکمرانوں نے خوب درخت لگوائے اور نہریں بنوائیں اس کی وجہ سے لمبی عمریں پائیں۔ ان کے زمانے میں ایک نبی نے اللہ سے ان کی درازی عمر کی وجہ معلوم کی تو جواب ملا کہ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

انھوں نے میرے شہروں کو آباد کیا جس میں میرے بندوں نے رہائش اختیار کی [31]۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی آباد کاری کی حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا:"**من أحيا أرضا ميتة فهو له**". [32](جو کوئی بے کار زمین کو کار آمد بنائے تو وہ زمین اسی کی ہو جائے گی)۔کار آمد بنانے کا مطلب یہ کہ اس میں فصل کاشت کرے یا کوئی درخت اگائے۔تو اس سے آلودگی بھی ختم ہوتی ہے اور آمدن میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں زمین کو صاف رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور جو چیزیں زمین کی گندگی کا باعث بنتی ہیں ان سے منع فرمایا ہے چنانچہ فرمایا: **طهروا أفنيتكم**، [33] یعنی اپنے برآمدوں کو صاف رکھو اور فرمایا:

> **"اتقوا اللعانين قالوا: وما اللعانان يا رسول الله؟ قال: الذين يتخلى في طريق الناس أو في ظلهم".** [34]
>
> (ترجمہ): لعنت کی دو جگہوں سے بچو۔لوگوں نے عرض کیا: وہ دو جگہیں کیا ہیں؟اے اللہ کے رسول!فرمایا:کوئی شخص راستے میں یا سائے میں قضائے حاجت کرے۔

کتب فقہ میں راستوں میں اور عمومی جگہوں پر کسی ایسے عمل کی ممانعت کی متعدد مثالیں ملتی ہیں جن سے دوسروں کو تکلیف یا نقصان پہنچے۔اس سلسلے میں امام غزالیؒ احیاء العلوم میں راستوں کے منکرات کے متعلق لکھا ہے:

> "اسی طرح اگر قصاب اپنی دوکان کے سامنے جانور ذبح کرتا ہے، جس کی وجہ سے راستہ خون سے آلودہ ہوتا ہے تو یہ بھی منکر ہے،اسے ایسے کرنے سے منع کیا جائے گا۔اس گندگی سے لوگ گھٹن محسوس کریں گے اسی طرح عام راستوں پر کوڑا یا تربوز کے چھلکے ڈال دینا یا پانی بہانا، جس سے لوگوں کے پھسل جانے کا اندیشہ ہو"۔[35]

ان عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ جن اشیاء سے زمین میں آلودگی پھیلتی ہے یا زمین کی زرخیزی متاثر ہوتی ہے۔وہ اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ عمل ہے۔

مملکت خداداپاکستان میں یہ مسئلہ بھی پچھلے کچھ سالوں میں سنگین نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ایک طرف تو درختوں کی بے دریغ کٹائی سے زمینی کٹاؤ کا عمل جارہی ہے اور پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہت زیادہ زمین زیر آب آیا ہے۔دوسری طرف پلاسٹک شاپنگ بیگز کی وجہ سے زمینی آلودگی میں حد درجہ اضافہ ہو گیا ہے۔

۵)صوتی آلودگی سے ماحول کو متوازن رکھنے کے لیے اسلامی تعلیمات:

آواز میں توازن اور اعتدال برقرار رکھنا ضروری ہے۔حد اعتدال سے زیادہ آواز انسانی ماحول پر برا اثر چھوڑتی ہے اور ذہنی اور اعصابی کمزرویوں کا باعث بنتی ہے، جس سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، جیسے قوت سماعت میں کمی، ذہنی تناؤ میں اضافہ ،بے خوابی، دل کے امراض وغیرہ۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

انسان کے لیے ہر چیز میں اعتدال رکھنا ضروری ہے، اس لیے بے وجہ اور بے ضرورت آواز کو اونچی رکھنا، چیخنا اور چلانا کسی انسان کے لیے خوبی نہیں بلکہ عیب ہے۔

پاکستان کے بڑے شہروں میں شور و غل، گاڑیوں کی آوازیں، ہارنیں اور بے ہنگم رش کی وجہ سے ہر تیسرا آدمی اعصابی کمزوری کا شکار ہے۔ جلسے جلوسوں میں لوڈ سپیکروں کا بے دریغ استعمال، شادی بیاہ کے مواقع پر اونچی آواز سے موسیقی بجانا ایک عام معمول بن چکا ہے۔ خوشی کے مواقع پر لوگ پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے آرام کا خیال رکھنا بھول جاتے ہیں اور کئی کئی دنوں تک یہی صورتحال رہتا ہے۔ اس کے لیے نہ کوئی قانون سازی ہوئی ہے اور نہ قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے کوئی حرکت ہوتی ہے۔ متوازن ماحول کے لیے چاہیے کہ ان اشیاء کے لیے قانون سازی ہو اور انتظامیہ کی طرف سے اس کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے۔

تجاویز:

ماحولیاتی آلودگی کو دیکھتے ہوئے آخر میں چند تجاویز کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ ان پر عمل کیا جاسکے اور دنیا کے ماحول کو متوازن رکھا جاسکے۔

۱۔ ہمیں اپنے ارد گرد اور قریبی جگہوں کی صفائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔ اور جہاں تک ممکن ہو گندگی اور فضلات کو ان کے لیے مقررہ جگہوں تک پہنچانا چاہیے ورنہ اس سے ہوائی اور زمینی آلودگی پڑھے گی۔

۲۔ اپنے گھر کے فاضل پانی اور گند کو نالیوں کے ذریعے محفوظ مقام تک پہنچانا چاہیے اور نالیوں کو اوپر سے بند کر کے زیر زمین محفوظ مقام تک پہنچانا چاہیے۔ اس گندے پانی کو نہر یا دریا میں نہیں بہانا چاہیے بلکہ حکومت کو چاہیے کہ اس کے لیے منصوبہ بندی کرے۔

۳۔ جو دریا یا نہر شہر کے وسط سے گزرتے ہیں، تو ان کے ارد گرد رہنے والوں کے گٹر اور نالیاں ان نہروں سے پھیر کر کوئی دوسرا انتظام کرنا چاہیے اور اگر ممکن ہو تو گنجان علاقوں میں نہر کے ارد گرد جال لگانا چاہیے تاکہ لوگ اس میں پلاسٹک اور گند نہ پھینکے۔

۴۔ کارخانوں سے خارج ہونے والے زہریلی مادے کو پانی میں شامل نہیں کرنا چاہیے اور کارخانوں کو شہر سے دور ویران جگہوں پر بنانا چاہیے تاکہ ان سے نکلنے والے دھوئیں لوگوں کے لیے مضر نہ ہوں۔

۵۔ مختلف محکموں اور اداروں کے ذریعے شجر کاری مہم شروع کرنی چاہیے اور جس زمین پر جو درخت اچھی طرح اگ سکتی ہے وہ لگانی چاہیے۔

۶۔ ایندھن کے لیے ممکنہ حد تک ایسی چیز استعمال کرنی چاہیے جو ماحول دوست ہو۔ اس کے لیے گیس اور پیٹرول کا استعمال ضروری ہے اور حکومت وقت کو چاہیے کہ گیس کی ترسیل بروقت ممکن بنائے تاکہ ایندھن کے لیے جنگلات کی کٹائی پر قابو پایا جاسکے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

۷۔ محکمہ جنگلات کو چاہیے کہ ہر جگہ آگاہی پروگرامز منعقد کیے جائیں جس میں جنگلات اور جنگلی حیات کے تحفظ کے بارے میں عوام میں شعور پیدا ہو۔

۸۔ محافل اور تقریبات میں بلند آواز سے میوزک اور لاوڈ سپیکر کے استعمال پر پابندی لگائی جائے۔

۹۔ نشہ آور اشیاء چرس، افیون، سگریٹ اور پان ونسوار جیسی اشیاء پر پابندی لگانی چاہیے اس سے ہوا بھی آلودہ ہو جاتا ہے اور جگہ جگہ سڑکیں اور گزر گاہیں بھی گندی ہو جاتیں ہیں۔

۱۰۔ زیادہ دھواں چھوڑنے والی گاڑیوں پر پابندی لگائی جائے اور ماحول دوست انجن رکھنے والی گاڑیاں بر آمد کی جائیں۔

۱۱۔ علاقائی سطح پر آگاہی کے پروگرامز منعقد کیے جائیں اور اس پر تعلیم یافتہ طبقہ، علما اور سیاسی حضرات سے رائے طلب کی جائے۔

۱۲۔ شور وغل سے بچنے کے لیے ایک تو زیادہ آواز والی گاڑیوں، موٹر سائیکلوں اور دوسری مشینری پر پابندی لگا دی جائے۔

حواشی وحوالہ جات

---

1. جماعۃ العلماء، المنجد، دارالاشاعت، کراچی، ط: ۱۱، ص ۱۰۵، ۱۹۹۴ء
2. شان الحق حقی، اوکسفورڈ انگلش اردو ڈکشنری، اوکسفورڈ یونیورسٹی پریس، ط ثانیہ، ص ۵۲۱۔ ۲۰۰۳ء
3. سورۃ القمر: ۴۹
4. سورۃ البقرۃ: ۲۹
5. سورۃ الحجر ۲۱-۱۸
6. سورۃ الانفال: ۱۱
7. سورۃ الفرقان: ۴۸
8. أبوداؤد، سليمان بن اشعث،سنن أبي داؤد، مكتبة العصريه صيدا بيروت،ج۳، ص ۲۷۸، رقم الحديث:۳۴۷۷
9. أيضا ج ۱،ص ۷، رقم الحديث:۲۶۔
10. البخاری،محمد بن اسماعيل، صحيح البخاری، مطبع دار طوق النجاة ،ط اولی، ۱۴۲۲ھ، ج۳،ص۱۱۰،رقم الحديث: ۲۳۵۸۔
11. أيضا ج ۱،ص ۷، رقم الحديث:۲۶۔
12. مسلم بن الحجاج،الصحيح لمسلم، دارالحياء التراث العربي، بيروت، ج ۱، ص ۲۳۵، رقم الحديث:۲۸۱۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 2 | Issue 2 |Jan-June 2019
DOI: 10.33195/uochjrs-v2i(4)1232019

13. أيضا، ج۱، ص ۲۳۳، رقم ، ۲۷۸۔

14. النسائی ، احمد بن شعیب، سنن النسائی، مکتب المطوعات الاسلامیة، حلب، ط ثانیه، ۱۴۰۶،ج۱،ص ۱۹۷ ، رقم الحدیث:۴۰۰۔

15. ابن دقیق العید، احکام الاحکام شرح عمدة الاحکام، مطبعة السنة المحمدیة، ج ۱، ص ۴۶۔

16. صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۵۳۰۵

17. سنن ابو داؤدج ۴، ص ۳۲۶، رقم : ۵۰۹۷۔

18. مسلم :ج ۳، ص ۱۱۸۸، رقم: ۱۵۵۲۔

19. امام احمد بن حنبل ، مسند احمد، مؤسسة الرسالة، ط اولی، ۱۴۲۱، ج۲۰، ص ۳۰۹، رقم الحدیث: ۱۳۰۰۴۔

20. أبوداؤد: ج ۴، ص ۳۶۱، رقم الحدیث: ۵۲۳۹۔

21. سورة هود : ۶۱

22. سورة أعراف:۵۶

23. الکشاف: ۳/ ۱۰۱

24. أبوداؤد :ج ۳، ص ۱۷۸، رقم : ۳۰۷۳۔

25. الطبرانی، سلیمان بن أحمد، المعجم الأوسط، دارالحرمین، القاہرة، ج۴، ص ۲۳۱۔

26. صحیح مسلم: ج ۱، ص ۲۲۶، رقم : ۲۶۹۔

27. الغزالی، أبو حاورمحمد بن محمد، احیاء علوم الدین، دارالمعرفة، بیروت، ج۲، ص ۳۳۹۔

28. سورة الأنعام :۳۸

29. الجصاص، أحمد بن علی، أحکام القرآن، دارالکتب العلمیة بیروت، ط أولی، ۱۴۱۵ھ، ص۴۔

30. صحیح البخاری: ج ۳، ص ۱۱۲، رقم:۲۳۶۵۔

31. صحیح مسلم: ج۳، ص ۱۵۲۵، رقم :۱۹۲۶۔

32. سنن نسائی: ج ۷، ص ۲۰۶، رقم :۴۳۴۹۔

33. سورة لقمان:۱۹

34. وهبة الزحیلی، التفسیرا لمنیر، دارالفکر المعاصر، دمشق، ط ثانیه، ۱۴۱۸، ج ۱۱، ص ۱۶۶۔

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).